مولانا محمد مغیرہ
خطیب مسجد احرار، چناب نگر

(دوسری و آخری قسط)

التحقیق المزید علٰی تنقید غیر مفید

اس مضمون کی پہلی قسط ستمبر ۲۰۰۵ء میں شائع ہوئی۔

قارئین محترم! مولانا نظامی مدظلہ کو میرے تبصرہ سے جو دوسری بات ناپسند ہے وہ یہ ہے کہ میں نے تبصرہ کرتے ہوئے لکھا حضرت مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر معارف القرآن میں اس آیت کے تحت یوں لکھا ہے کہ سماع موتی سے اس آیت کا کوئی تعلق نہیں یہ مسئلہ اپنی جگہ مستقل ہے کہ مردے زندہ کا کلام سنتے ہیں یا نہیں۔

مفتی محمد شفیع صاحب کی تفسیر معارف القرآن سے اس بات کو پیش کرنے پر مولانا نظامی بہت رنجیدہ ہیں اور میرے اس حوالہ کو بطور دلیل کے پیش کرنے کو رد کرنے کے لیے ایک لمبی چوڑی تمہید باندھی ہے اور تفسیر قرآن کی اقسام و درجات بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''تیسرے نمبر پر تفسیر القرآن باقوال الصحابہ کا درجہ ہے یعنی قرآن مجید کی تفسیر کا تیسرا ماخذ صحابہ کرام کے اقوال ہیں یعنی احسن آیتوں کی تفسیر قرآن مجید یا احادیث رسول ﷺ سے معلوم نہ ہوگی ان میں سب سے زیادہ اہمیت صحابہ کرام کے اقوال کو ہوگی'' (نغمہ توحید۔ بابت ماہ اکتوبر، نومبر ۲۰۰۳۔ ص ۲۹) اور پھر صحابہ کرام کی تفسیر کا مقام بیان کرتے ہوئے امام سیوطی کا فرمان تفسیر الصحابی مرفوع اور امام ابن قیم کا فرمان تفسیر الصحابی حجۃ لائے ہیں۔

نیز لکھتے ہیں چوتھے نمبر پر تفسیر القرآن باقوال التابعین کا درجہ ہے۔ یعنی صحابہ کے بعد تفسیر میں تابعین عظام کا نمبر آتا ہے یہ وہ حضرات ہیں جنہوں نے قرآن مجید کی تفسیر صحابہ کرام سے حاصل کی ہے اس لیے ان حضرات کے اقوال بھی اس سلسلہ میں بڑی اہمیت رکھتے ہیں چنانچہ علامہ ابن کثیر شافعی لکھتے ہیں: ''**اذالم تجد التفسیر فی القرآن ولا فی السنة ولا وجد ته عن الصحابة فقد رجع کثیر من الائمة فی ذالک الی اقوال التابعین۔**''

(ترجمہ) جب تجھے کسی آیت کی تفسیر قرآن مجید، سنت رسول ﷺ اور اقوال صحابہ میں نہ ملے تو ایسے موقع پر بہت سے ائمہ دین نے اقوال تابعین کی طرف رجوع فرمایا ہے۔ (نغمہ توحید۔ بابت ماہ اکتوبر، نومبر ۲۰۰۳۔ ص ۳۰)

اور پھر مولانا نظامی مدظلہ نے چار حوالے پیش کئے ہیں ایک حوالہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے منسوب جس کو مسند احمد نے ذکر کیا جبکہ دوسرا، تیسرا اور چوتھا حوالہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منسوب جس کو بخاری شریف، مسلم شریف اور مسند حمیدی نے محفوظ کیا ہے۔ چاروں حوالہ جات اور دونوں شخصیات کے فرمان کے الفاظ و مفہوم ایک جیسا ہے جس کے ذکر سے مولانا نظامی مدظلہ یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ کا معارف القرآن میں یہ کہنا کہ اس آیت کا تعلق مسئلہ سماع موتی سے نہیں ہے۔ بالکل غلط ہے اور میرا اس کو بطور دلیل کے پیش کرنا بھی غلط ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

حوالہ نمبر ۳ جب سیدہ عائشہؓ کے سامنے قلیب بدر والی روایت بیان کی گئی تو حضرت عائشہ نے فرمایا: **انما قال**

انهم الآن لیعلمون ان ما کنت اقول لهم حق ثم قرأت انک لا تسمع الموتیٰ وما انت بمسمع من فی القبور . بخاری جلد۲ص ۵۶۷

حاصل یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ سرکار دوجہاں امام الانبیاء حضرت محمد ﷺ نے فرمایا تھا کہ جو باتیں میں ان کو دنیا میں کہتا تھا (مثلاً کفر وشرک نہ چھوڑا تو دنیا وآخرت کی ذلت ہوگی، مرنے کے بعد عذاب ہوگا وغیرہ وغیرہ) اب ان کو معلوم ہورہا ہے جو کچھ میں کہتا تھا واقعی حق ہے پھر اس کے بعد حضرت عائشہؓ نے قرآن مجید کی دو آیتیں تلاوت فرمائی ہیں مطلب یہ کہ قرآن مجید میں ہے کہ اے پیارے پیغمبر آپ مُردوں کو نہیں سنا سکتے تو پھر حضور ﷺ قرآن مجید کے خلاف کیسے کر سکتے ہیں یا کہہ سکتے ہیں۔ اس وقت صرف اور صرف یہ عرض کرنا ہے کہ اگر آیت **انک لا تسمع الموتیٰ** اور **وما انت بمسمع من فی القبور** کا تعلق اس مسئلہ عدم سماع موتی سے نہیں ہے تو حضرت عائشہؓ نے اس موقع پر یہ آیت کیوں پڑھی؟ (نغمہ توحید۔ بابت ماہ اکتوبر،نومبر ۲۰۰۳ ـ ص ۳۳)

پھر ایک جگہ لکھتے ہیں: اس روایت کی مزید علمی بحث میں پڑے بغیر اس وقت یہ عرض کرنا ہے کہ اگر آیت **انک لا تسمع الموتیٰ** اور **ومانت بمسمع من فی القبور** کا تعلق اس مسئلہ عدم سماع موتی سے نہیں ہے تو حضرت عائشہؓ نے اس موقع پر یہ آیت کیوں پڑھی؟ کیا حضرت عائشہؓ میں قرآن فہمی یہی تھی کہ جس آیت کا کسی مسئلہ سے تعلق ہی نہیں، وہ اس آیت کو اس مسئلہ سے متعلق سمجھ کر پڑھتی تھیں؟ کیا حضرت عائشہؓ اتنا عرصہ آپ ﷺ کی خدمت وصحبت میں رہیں مگر (العیاذ باللہ) قرآن مجید کے بارے میں انہیں اتنا بھی معلوم نہیں تھا کہ اس آیت کا تعلق اس مسئلہ سے ہے یا نہیں؟ کیا حضرت عائشہؓ کی زندگی میں کسی اور صحابی رسول نے حضرت عائشہؓ سے کہا ہے کہ تو نے غزوہ بدر کے موقع پر **انک لاتسمع الموتیٰ** بے موقع اور بے محل پڑھی تھی کیونکہ مسئلہ سماع موتی سے اس کا کوئی تعلق ہی نہیں؟ (حوالہ مذکور)

ایک جگہ لکھتے ہیں کہ پھر تسلیم کرلیا جائے مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کا لکھنا غلط آپ کا اس کو دلیل میں پیش کرنا غلط۔ (نغمہ توحید۔اکتوبر،نومبر ۲۰۰۳ء۔ص ۳۲)

قارئین محترم! مولانا نظامی مدظلہ کی مذکورہ گفتگو اور تحریر بڑی پر اثر اور بڑی حیرت زدہ بلکہ سحر زدہ ہے کہ اس تحریر کو پڑھنے کے بعد قاری یقین کر بیٹھے کہ مولانا نظامی کا فرمان بالکل صحیح اور حضرت مفتی محمد شفیع صاحب کا فرمان کہ اس آیت کا تعلق مسئلہ سماع موتی سے ہے ہی نہیں، غلط ہے۔ ہم بھی مولانا نظامی کے سحر میں آ گئے مگر آپ جانتے ہیں کہ سحر، سحر ہی ہوتا ہے، حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اگر پتا چل جائے کہ یہ سحر ہے تو اس کو معوذتین اور آیت الکرسی سے بھگایا جاسکتا ہے۔ ہم کچھ وقت سحر میں رہے اور اتفاقاً کچھ دنوں بعد یہ خیال آیا کہ یہ حدیث صرف مولانا نظامی مدظلہ کے سامنے ہی نہیں آئی بلکہ یہ حدیث حضرت عائشہؓ سے اب تک برابر سفر کرتی ہمارے پاس پہنچی ہے۔ چودہ صدیوں میں آخر کوئی تو محدث ہوگا جس نے اس حدیث کی شرح کی ہوگی اور اس پر کچھ کلام فرمایا ہوگا تو ہم صحیح بخاری کے مشہور شارح امام ابن حجر کے قدموں میں پہنچے تو امام حجر اپنی کتاب فتح الباری (شرح بخاری) جلد ۳، ص ۱۸۱ میں قلیب بدر والی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کو ذکر کر کے کچھ اس طرح فرما رہے تھے:

ثالثها حدیث عائشة قالت انما قال النبی ﷺ انهم لیعلمون الآن ان ماکنت اقول لهم حق وهٰذا مصیر من عائشة الی رد روایة ابن عمر المذکورة وقدخالفها الجمهور فی ذالک وقبلوا حدیث ابن عمر لموافقة من رواہ غیرہ علیہ اما استدلالها بقوله تعالیٰ انک لاتسمع الموتیٰ فقالوا معنا ھالا تسمعهم سماعاً فینفعهم اولا تسمعهم الاان یشاء الله .

ترجمہ: تیسری بحث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا' وہ لوگ جانتے ہیں کہ میں جو کچھ انہیں کہہ رہا ہوں' حق ہے ۔ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے ابن عمر کی مذکورہ روایت کا جواب ہے اور جمہور نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس بحث میں مخالفت کی ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو دیگر راویوں کی تائید کی وجہ سے قبول کیا ہے۔ باقی رہا حضرت عائشہؓ کا اللہ تعالیٰ کے فرمان **انک لاتسمع الموتیٰ** سے استدلال تو جمہور نے اس کا معنی یہ کیا ہے کہ آپ ان کو اس طرح نہیں سنا سکتے' جو ان کے لیے فائدہ مند ہو یا آپ ان کو نہیں سنا سکتے سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ چاہے۔

قارئین محترم! امام ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ کی اس بات کو ذکر کرنے سے مولانا نظامی مدظلہ کا سحر ٹوٹ گیا۔ ابن حجر کے فرمان سے باتیں واضح ہوئیں:

(۱) کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا عبداللہ ابن عمر کی اس مسئلہ میں دو مختلف رائے ہیں اور دونوں سے ہی مختلف الفاظ میں روایتیں ہیں۔ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں "**یسمعون**" ہے جبکہ سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں "**یسمعون**" کی بجائے "**یعلمون**" ہے تو ابن حجر کے محاکمہ میں یہ بات واضح ہوتی کہ اس میں جمہور نے سیدہ عائشہؓ سے اختلاف کیا ہے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت کو قبول کیا ہے کیونکہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت کی تائید میں دوسرے صحابہ کی روایات بھی ہیں۔ نیز سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو اس پر (دلیل کے طور پر) قرآن کی آیت تلاوت فرمائی **ومآانت بسمع من فی القبور** اس کا جواب جمہور اس طرح دے رہے ہیں کہ اس سے مراد ایسا سماع ہے جو سماع نافع ہے۔

(۲) دوسری بات یہ واضح ہوگئی کہ روایت قلیب بدر میں حضرت عائشہؓ کا "**یعلمون**" فرمانا اور پھر آیت **انک لاتسمع الموتیٰ** کا پیش کرنا کوئی ایسی بات نہیں ہے جو ڈھکی چھپی ہوئی تھی۔ نیز سیدہ عائشہؓ کے اس بارے جو روایت ہے اور آیت قرآنی کا پیش کرنا ہے۔ اس کی مخالفت جمہور نے کی ہے اور اسی کو مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ نے اپنی تحریر میں ذکر کیا ہے کہ اس آیت کا تعلق مسئلہ سماع موتیٰ کے ساتھ نہیں ہے۔

(۳) تیسری بات یہ واضح ہوگئی کہ مولانا نظامی نے جو کچھ فرمایا' ان کا اپنا تخیلاتی خانہ ساز نظام تھا اور اپنی من پسند اختراعی بات ہے جسے کسی صورت قبول نہیں کیا جا سکتا۔

(۴) ہمیں اس سے بھی خطرہ ہے کہ ہماری اس بات سے کہیں مولانا ناراض ہی نہ ہو جائیں۔ مگر ہم مجبور ہیں کہ ایک چودہویں پندرہویں صدی کے مولانا نظامی کی بات کو کیسے مان لیں اور پھر ایسی بات جس کو اس رنگ میں کسی محدث نے بھی

ذکر نہیں کیا۔ کیسے مان لیں۔اس سے بہتر ہے کہ ان علماء محدثین کی بات اور شرح کو مان لیا جائے جو پندرہویں صدی کے مقابلہ میں خیر کے زمانہ کے علماء ہیں۔ جب انا ولا غیری کا مرض نہیں تھا۔ جب قرآن وحدیث کو اس کے معنی ومفہوم کے مطابق سمجھنے کی کوشش ہوتی تھی۔

صحیح بخاری کے مشہور شارح ابن حجر رحمہ اللہ کا تذکرہ چلا ہے تو ابن حجر کی اسی کتاب ''فتح الباری'' میں روایت عائشہ (رضی اللہ عنہا) پر لکھتے ہوئے (اسماعیلی کے حوالہ سے) یہ بھی لکھتے ہیں کہ:

کان عند عائشة من الفهم والذكاء وكثرة الرواية والغوص على غوامص العلم مالا مزيد عليه لكن لاسبيل الى رد رواية الثقة الابنص مثله يدل على نسخه اوتخصيصه او استحالته فكيف والجمع بين الذى انكوته واثبته غيرها ممكن لان قوله تعالىٰ انک لاتسمع الموتىٰ لاينافى قوله ﷺ انهم الآن يسمعون لان الاسماع هو ابلاغ الصوت من المسمع فى اذالسامع فالله تعالىٰ هو الذى اسمعهم بان ابلغهم صوت نبيه ﷺ بذالک واماجوابها بانه انما قال انهم ليعلمون فان كانت سمعت ذالک فلاينافى راوية يسمعون بل يويدها.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو انتہا درجہ کا فہم، ذہانت کثرت روایت اور علمی گہرائی حاصل تھی لیکن ثقہ راویوں کو مسترد کرنا ممکن نہیں۔ مگر اس کی مثل نص کے ساتھ جو دوسری روایت کے نسخ تخصیص یا استحالہ پر دلالت کرے۔

بس حضرت عائشہؓ کی راویت انکار اور دوسرے حضرات کی روایت اثبات میں تطبیق ممکن ہے۔اس لیے **انک لاتسمع الموتیٰ** حضور ﷺ کے فرمان **انهم الآن يسمعون** کے منافی نہیں ہے۔اس لیے کہ سماع کہتے ہیں سنانے والے کی آواز، سننے والے کے کانوں میں پہنچانا۔ پس اللہ تعالیٰ نے انہیں سنایا۔اس طرح کہ ان کافروں تک حضور ﷺ کی آواز پہنچادی۔ حضرت عائشہؓ کا یہ جواب کہ حضور ﷺ نے فرمایا انہم لیعلمون اگر حضرت عائشہؓ نے سنا ہوتو یہ یسمعون والی روایت کے منافی نہیں بلکہ اس کی مؤید ہے۔ (فتح الباری۔جلد ۸،ص ۳۰۶)

قارئین محترم! امام ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ کے اس فرمان سے ان کا محدث ہونا ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے دومختلف روایات کو کیسے اچھے انداز سے ایک دوسری کے معارضہ سے باہمی تائیدی رنگ میں پیش کیا۔

(۱) کہ آیت **انک لاتسمع الموتی** میں ہے کہ تم سنا نہیں سکتے اور حدیث کے الفاظ **الآن يسمعون** کہ اب وہ سن رہے ہیں کیسے کہ اسماع کہتے ہیں سنانے والے کی آواز سننے والے کے کانوں میں پہنچانا' پس (حضور ﷺ نے نہیں بلکہ) اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز کو کافروں تک پہنچادیا۔

(۲) حضرت عائشہؓ کی روایت کے الفاظ **انهم ليعلمون** عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ یسمعون کے منافی نہیں ہیں بلکہ اس کے مؤید ہیں تو اس سے واضح ہوا کہ **انک لاتسمع الموتی** میں نفی اسماع کی ہوئی سماع کی نہیں تو یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کا فرمانا کہ اس آیت کو مسئلہ سماع موتی سے کوئی تعلق نہیں بالکل درست ہے۔

علامہ ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب فتح الباری جو بخاری شریف کی مشہور شرح ہے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت قلیب بدر پر جو کچھ لکھا ہم نے اپنی کم علمی کے باوجود جو کچھ سمجھا مولانا نظامی مدظلہ اور قارئین کی خدمت میں

پیس کر دیا اگر ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی بات پیش کرنے میں ہم سے کوتاہی ہوئی ہوتو مولانا (ناراض ہو کر نہیں) اصلاح فرمادیں تو ہم ان کے ممنون ہوں گے۔

قارئین آپ کو یاد ہوگا کہ مولانا نظامی نے اپنے مضمون میں تحریر فرمایا تھا کہ پھر تسلیم کر لیجئے کہ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کا لکھنا کہ (سماع موتی سے اس آیت کا کوئی تعلق نہیں) غلط ۔آپ کا اس کو دلیل میں پیش کرنا غلط۔
(نغمہ توحید۔ اکتوبر، نومبر ۲۰۰۳ء)

ہم نے کوشش کی کہ فتح الباری کے حوالہ سے کہ مفتی صاحب کا یہ لکھنا کہ سماع موتی سے اس آیت کا کوئی تعلق نہیں بالکل درست اور صحیح ہے، جب درست اور صحیح ہے تو پھر ہمارا اس کو اپنی دلیل میں پیش کرنا بھی صحیح ہے۔ مگر شاید کہ ہماری مذکورہ بات کو مولانا نظامی پذیرائی بخشیں یا نہ کہ زور آور آدمی ہیں ہم ایک اور طریقہ سے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کرنا چاہتے ہیں کہ مفتی محمد شفیع صاحب مرحوم کا لکھنا کہ سماع موتی سے اس آیت (**وما انت بمسمع من فی القبور**) کا کوئی تعلق نہیں ہے درست اور صحیح ہے۔ ہم نے برصغیر میں اہل السنۃ والجماعت احناف کی عظیم دینی درسگاہ مدرسہ دارالعلوم دیوبند رابطہ کیا کہ وہ اس بارے میں فیصلہ فرمائیں کیونکہ مولانا نظامی مدظلہ خود فرما چکے ہیں کہ مدرسہ دارالعلوم دیوبند انڈیا سے رجوع کرنا اور خلجان دور کرانا ضروری ہے (نغمہ توحید، جمادی الثانی ۱۴۲۴ھ)

ہم نے مولانا نظامی مدظلہ ہی کی دکھائی ہوئی راہ پر چل کر کوشش کی کہ اس میں دارالعلوم دیوبند سے فیصلہ لیا جائے کہ آیا مفتی محمد شفیع صاحب مرحوم کا کہنا کہ (آیت **وما انت بمسمع من فی القبور** کا سماع موتی سے کوئی تعلق نہیں) صحیح ہے یا نہیں۔ دارالعلوم دیوبند بذریعہ ڈاک سوال ارسال کیا سوال اور اس کا جواب من وعن پیش خدمت ہے۔

الاستفتاء

بخدمت اقدس جناب مخدوم ومکرم حضرت مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے مزاج گرامی بخیر وعافیت ہونگے۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مرحوم سابق مفتی دارالعلوم دیوبند اپنی تفسیر معارف القرآن کی جلد ۷ صفحہ ۳۳۸ پر آیت **وما انت بمسمع من فی القبور** کے تحت فرماتے ہیں کہ مسئلہ سماع موتی سے اس کا کوئی تعلق نہیں یہ مسئلہ اپنی جگہ مستقل ہے کہ مردے زندوں کا کلام سنتے ہیں یا نہیں۔ مفتی صاحب کے بقول اس آیت کا تعلق مسئلہ سماع موتی سے نہیں جبکہ بخاری شریف میں یہ حدیث موجود ہے کہ جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے قلیب بدر والی روایت بیان کی گئی تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: **انما قال لهم الآن ليعلمون ان ما كنت اقول لهم حق ثم قرأت انک لا تسمع الموتیٰ وما انت بمسمع من فی القبور** . بخاری جلد ۲ ص ۵٦٧

اگر حضرت مفتی صاحب کے بقول اس آیت کا تعلق مسئلہ سماع موتی سے نہیں ہے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا اس موقع پر اس آیت کو پیش کرنا کیا معنیٰ رکھتا ہے کیونکہ مسئلہ سماع موتی سے تعلق کی بنا پر ہی انہوں نے اس آیت کو اس موقع پر پیش کیا۔ اس حدیث کے پیش نظر حضرت مفتی صاحب کے فرمان کا کیا محل ہے نیز اس حدیث کے پیش نظر حضرت مفتی صاحب کے فرمان کو غلط کہا جا سکتا ہے؟ اگر صحیح ہے تو کیسے؟ امید ہے تفصیلی جواب عنایت فرما کر ممنون فرمائیں گے۔

السائل

محمد مغیرہ، جامع مسجد احرار چناب نگر ضلع جھنگ۔ پاکستان

اس کے جواب میں برصغیر میں اہل السنۃ والجماعت احناف کی عظیم دینی درسگاہ دارالعلوم دیوبند سے جو جواب موصول ہوا پیش خدمت ہے۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب

وباللہ العصمۃ والتوفیق حامداً ومصلیا ومسلماً اصل یہ ہے کہ ایک سماع ہے، دوسرا استماع اور تیسرا اسماع ہے۔ اس آیت شریفہ میں سماع سے بحث نہیں بلکہ اسماع سے ہے تعلق قریب تو سماع موتی سے نہیں ہے۔ ہاں البتہ آیت شریفہ کو تعلق بعید ہو سکتا ہے اور استدلال میں قادح نہیں۔ امید ہے اب کچھ خلجان نہ رہے گا مزید تفصیل کے لیے حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ ہی کی دوسری کتاب احکام القرآن میں سورۃ روم کے حزب خامس کو ملاحظہ کریں کچھ تفصیل فتح الباری جلد ۷ ص ۲۳۶ میں بھی ہے ملاحظہ فرما لینے کے بعد بھی کچھ اشکال رہے تو لکھ کر معلوم فرما لیں۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

احقر محمود حسن بلند شہری (دارالعلوم دیوبند)۔ جواب صحیح ہے۔ حبیب الرحمٰن عفی اللہ عنہ (۴ رشعبان ۱۴۲۰ھ)

اس جواب ملنے کے بعد ہم نے پھر دوسری مرتبہ دارالعلوم دیوبند سوال اس طرح روانہ کیا۔

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں مفتیان دارالعلوم دیوبند اس بارے میں کہ زید کا خیال ہے کہ آیت **وما انت بمسمع من فی القبور** . کو عدم سماع پر نص قطعی کہنا خلاف حقیقت اور غیر مناسب ہے...... حضرت مولانا مفتی محمد شفیع مرحوم سابق مفتی دارالعلوم دیوبند اپنی تفسیر معارف القرآن جلد ۷ ص ۳۳۸ پر اس آیت **وما انت بمسمع من فی القبور** . کے تحت فرماتے ہیں کہ مسئلہ سماع موتی سے اس آیت کا کوئی تعلق نہیں یہ مسئلہ اپنی جگہ مستقل ہے کہ مردے زندوں کا کلام سنتے ہیں۔ جبکہ بکر کا خیال ہے کہ یہ آیت عدم سماع پر نص قطعی ہے اور حضرت مفتی صاحب کا فرمانا کہ اس آیت کا تعلق مسئلہ سماع موتی سے نہیں ہے' غلط ہے کیونکہ سیدہ عائشہؓ کے سامنے جب قلیب بدر والی روایت کی گئی تو سیدہؓ نے فرمایا: **انما قال لھم الآن لیعلمون ان ما کنت اقول لھم حق ثم قرأت انک لا تسمع الموتیٰ وما انت بمسمع من فی القبور** .

بخاری جلد ۲ ص ۵۶۷

اگر مفتی صاحب کے بقول اس آیت کا تعلق مسئلہ سماع موتی سے نہیں ہے تو سیدہؓ کا اس موقع پر اس آیت کو پیش کرنا کیا معنی رکھتا ہے نیز کسی مفسر نے بھی یہ نہیں لکھا کہ اس آیت کا تعلق مسئلہ سماع موتی سے نہیں ہے۔ ہر دو فریق میں سے کس

کا موقف درست ہے تفصیلی جواب درکار ہے جس پر مہر دار العلوم ثبت ہو

المستفتی

محمد مغیرہ، جامع مسجد احرار چناب نگر ضلع جھنگ۔ پاکستان

اس کا جواب ہمیں ان لفظوں میں ملا:

حامداو مصلیا و مسلماً یہ سوال پہلے بھی آچکا ہے اور ضروری تفصیل اس کے جواب میں تحریر بھی کردی گئی تھی اب دوبارہ ارسال فرمانے کی زحمت کیوں اٹھائی ؟ اس کی وجوہات کچھ تحریر نہیں فرمائیں مختصراً عرض ہے کہ جو کچھ تفصیل حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ نے قلم بند فرمائی ہے ہمارے نزدیک وہ راجح اور صحیح ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

احقر محمود حسن بلند شہری دار العلوم دیوبند (۲۸ ر رمضان ۱۴۲۰ھ)

اس دوسرے جواب ملنے پر تیسری دفعہ سوال اس طرح ارسال کیا گیا

الاستفتاء

بخدمت اقدس جناب مخدوم ومکرم حضرت مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یکے بعد دیگرے ایک ہی عنوان پر دو دفعہ سوال بھیجا گیا قدرے الفاظ کے اختلاف کے ساتھ جس کی دو شقیں تھیں:

(۱) حضرت مولانا مفتی محمد شفیع مرحوم سابق مفتی دار العلوم دیوبند اپنی تفسیر معارف القرآن جلد ۷ ص ۳۳۸ پر اس آیت **ومآانت بمسمع من فی القبور** . کے تحت فرماتے ہیں کہ مسئلہ سماع موتی سے اس آیت کا کوئی تعلق نہیں یہ مسئلہ اپنی جگہ مستقل ہے کہ مردے زندوں کا کلام سنتے ہیں۔

(۲) دوسری شق۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا قلیب بدر کے موقع پر اس آیت **وما انت بمسمع من فی القبور** . (**انک لا تسمع الموتیٰ**) کو عدم سماع پر پیش کرنا ہے دونوں دفعہ ایک ہی شق یعنی حضرت مفتی صاحب کے فرمان کی تصدیق پر مبنی جواب موصول ہوئے جو ہمارے لیے باعث طمانیت ثابت ہوئے مگر دوسری شق یعنی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے اسی آیت کو عدم سماع پر پیش کرنے پر کلام نہیں فرمایا گیا حالانکہ محترمہؓ اسی آیت کے عدم سماع موتی پر استدلال فرما رہی ہیں تو یقیناً اس آیت کا تعلق سماع موتی سے ہونا ظاہر ہے۔

حضرت مفتی صاحب کے فرمان کی تصدیق کے بعد سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا اس آیت سے عدم سماع پر استدلال کا کیا جواب ہے تفصیلی کلام فرما کر ممنون فرمائیں۔

السائل

محمد مغیرہ، جامع مسجد احرار چناب نگر ضلع جھنگ۔ پاکستان

اس کا جواب ہمیں ان لفظوں میں ملا۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور دیگر حضرات صحابہ کے اقوال میں اختلاف ہے محمل الگ الگ ہیں بعض حضرات کی تحقیق یہ ہے کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے رجوع فرمالیا تھا جن حضرات کو رجوع سے انکار ہے وہ

تعارض کو رفع فرماتے ہیں سابق فتویٰ میں فتح الباری اور احکام القرآن کا حوالہ لکھا جا چکا ہے اس کو بغور ملاحظہ فرمالیں تو بہتر ہوگا پھر جو کچھ اشکال رہے تو ان کتابوں کی عبارات کو نقل فرما کر اشکال تحریر کریں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

احقر محمود حسن بلند شہری دار العلوم دیو بند (۵ /ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ)

قارئین محترم! ہم نے آپ کی خدمت میں دار العلوم دیو بند جو برصغیر میں اہل السنۃ والجماعت احناف کی عظیم دینی درسگاہ ہے کا محاکمہ پیش کر دیا کہ وہ بھی حضرت مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کے فرمان (کہ اس آیت **ومآانت بمسمع من فی القبور** . کا مسئلہ سماع موتی سے کوئی تعلق نہیں) کو درست قرار دے رہے ہیں۔ اب ہم مولانا نظامی مدظلہ کی خدمت میں درخواست کریں گے کہ وہ بھی اہل السنۃ والجماعت احناف کی عظیم دینی درسگاہ دار العلوم دیو بند کے فیصلہ کو قبول فرمالیں اور آپ بھی مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کے اس فرمان کہ آیت **ومآانت بمسمع من فی القبور** . کا مسئلہ سماع موتی سے کوئی تعلق نہیں' قبول فرمالیں۔ اب دیکھیں مولانا نظامی مدظلہ دار العلوم دیو بند کے فیصلہ کو قبول فرما کر ہماری گزارش کو پذیرائی بخشتے ہیں یا نہیں۔ یہ تو ان کا اپنا معاملہ ہے پھر بھی ہم امید ضرور رکھتے ہیں کہ وہ ضرور توجہ فرمائیں گے۔ کیونکہ ہم نے انہیں کے مشورہ پر دار العلوم دیو بند سے اپنا اور ان کا خلجان دور کرایا۔

قارئین محترم ایک بات ضمنی طور پر مولانا نظامی مدظلہ کی خدمت عالیہ میں پیش کرنا چاہتے ہیں اور وہ یہ کہ انہوں نے تفسیر کے اقسام و درجات میں تیسرے نمبر پر تفسیر القرآن باقوال الصحابہ کا درجہ بیان کرتے ہوئے صحابہ کرام کی تفسیر کا مقام بیان کرتے ہوئے امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن قیم کا حوالہ دیا ہے نیز چوتھے نمبر پر تفسیر القرآن باقوال التابعین کا درجہ بیان کرتے ہوئے امام ابن کثیر کا حوالہ دیا ہے (نغمہ توحید، اکتوبر، نومبر ۲۰۰۳ء)

ہمیں خوشی ہوئی کہ مولانا نظامی مدظلہ دار العلوم دیو بند کی طرح ان پر بھی مکمل اعتماد رکھتے ہیں جب ہی تو ان کے حوالہ جات کو اپنی تائید میں پیش کیا ہے۔ اگر مولانا محسوس نہ فرمائیں اور ان کی طبیعت پر گرانی نہ ہو انہیں بزرگوں یعنی علامہ سیوطیؒ، علامہ ابن قیمؒ اور ابن کثیرؒ مرحومین کے ارشادات کی طرف توجہ کرلیں کہ یہ اکابران آیات:

انک لا تسمع الموتیٰ ومآانت بمسمع من فی القبور . کے بارے کیا ارشاد فرماتے ہیں نیز ان کا اپنا مسلک کیا ہے۔

تو لیجئے! امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ آیت **انک لا تسمع الموتیٰ** کے تحت اس طرح لکھتے ہیں:

''وقد استدلت ام المؤمنین عائشة رضی اللّٰہ عنہا بھذہِ الآیة انک لا تسمع الموتیٰ علی توھیم عبداللّٰہ ابن عمر فی روایته مخاطبة النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم القتلی الذی القوافی قلیب بدر بعد ثلاثة ایام ومعاتبته ایاھم وتقریعہٖ لھم حتی قال له عمر یا رسول اللّٰہ ما تخاطب من قوم جیفوا؟ فقال والذی نفسی بیدہٖ ما انتم باسمع لما اقول منھم ولکن لایجیبون وتا ولته عائشة علی انه قال انھم الآن لیعلمون ان ما کنت اقول لھم حق.

اس پوری عبارت میں امام ابن کثیر اسی قلیب بدر والی روایت میں عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی بات کا ذکر کر رہے ہیں عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ قلیب بدر کے موقع پر حضور ﷺ نے یہ

ارشادفرمایا تھا کہ **ماانتم باسمع لما اقول منهم** لیکن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا **یسمعون** کی بجائے **یعلمون** کا تذکرہ فرماتی ہیں۔اورامام ابن کثیرؒ دونوں باتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

والصحيح عند العلماء رواية عبدالله ابن عمر رضی اللّٰه عنهما لما لها من الشواهد علی صحتها من وجوهٍ كثير .

مفہوم اس کا یہ ہے کہ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے مقابلے میں) عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت علماء کے نزدیک صحیح ہےاوراس کے کئی شواھد ہیں اورکئی وجوہ سے صحیح ہے(تفسیر ابن کثیر،سورۃ روم جلد۳ص۴۵۴)

امام ابن قیم مرحوم اپنی کتاب ''کتاب الروح'' میں ص۵۵ پراس طرح تحریرفرماتے ہیں: **واما قوله وماانت بمسمع من فی القبور . فسياق الآية يدل علی ان المرار منها ان الكافر الميت القلب لاتقدر علی اسماعهم اسماعاً ينتفع به كما ان من فی القبور لا تقدر علی اسماعهم اسماعاً ينتفعون به ولم يرد سبحانه ان اصحاب القبور لا يسمعون شيئاً.**

مفہوم پیش خدمت ہے'اللہ تعالیٰ کا فرمان **ومـاانـت بـمسـمع من فی القبور** . آیت کا سیاق اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس سے مراد کافر ہےجس کا دل مردہ ہےتو نہیں قادرایسے سنانے پرکہ سنانا نفع دےاس کو جیسے کہ وہ جو قبور میں ہیں (وہ بھی) تو نہیں قادران کے سنانے پر جو سنانا ان کو نفع دےاور نہیں فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ اصحاب القبور نہیں سنتے کچھ بھی۔

اورآگے لکھتے ہیں کہ **قـد اخبـر النبی صلی اللّٰه عليه وسلّم انهم يسمعون خفق نعال المشيعين واخبران قتلی بدر سمعو اكلا مه وخطابه.**

ایسے ہی امام سیوطی اپنی کتاب ''شرح الصدور'' میں تحریرفرماتے ہیں: **قـولـه لا يستـطيعون ان يجيبوا ای جوابا يسمعه الجن والانس فهم يردون حيث لا يسمع** . ص۸۸۔آپ کے اس ارشاد کا کہ وہ جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے۔مطلب یہ ہے کہ ایسا جواب کہ جس کو جن وانس سن سکیں مردے جواب دیتے ہیں مگروہ سنا نہیں جاتا۔

اما الادرا كات كالعلم والسماع فلاشک ان ذالک ثابث لهم ولسائر الموتیٰ . ص۸۹۔

اس عبارت سے ہمارامقصودصرف **لسائر الموتیٰ** ہے کہ ادراک جیسے علم اورسماع تمام موتی کے لیے ہے۔کہ علامہ مرحوم تمام موتی کے لیے سماع کا قول فرمارہے ہیں۔امام ابن کثیر،علامہ ابن قیم،علامہ سیوطی جن پرآپ نے اعتماد کرکے ان کے حوالہ جات سے آپ نے اپنی بات کو پختہ کیا ہے یہ وہی ہیں جوآیت **انک لا تسـمـع الـموتـیٰ** اورآیت **ومـا انت بـمسـمع من فی القبور** . پراپنی تشریح ایسے ہی ذکرکررہے ہیں جس سے مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کے فرمان کہ اس آیت کا مسئلہ سماع موتی سے کوئی تعلق نہیں واضح ہوتا ہے۔امید ہے یہ بات بھی مولانا نظامی مدظلہ بڑے ٹھنڈے دل سے قبول فرمالیں گے۔مولانا نظامی مدظلہ نے ایک سرخی اس طرح قائم کی ہے۔

گھر کی گواہی......اوراس کے ذیل میں تحریرفرماتے ہیں:

جناب مولانا محمد مغیرہ صاحب آپ اپنے محبوب ماہنامہ نقیب ختم نبوت ملتان کا ایک اقتباس پڑھیے جو سیدہ عائشہ کے ذکر میں لکھا ہے ''علمی مقام اگر تمام مردوں کا علم ایک جگہ جمع کر دیا جائے اور اسکے ساتھ امہات مطہرات کا علم بھی شامل کر دیا جائے تو حضرت عائشہ کا علم ان کے مجموعہ علم سے زیادہ نکلے گا۔ (ماھنامہ نقیب ختم نبوت ملتان شمارہ ۸ جلد ۱۱ ص ۳۹)
پھر لکھتے ہیں: ذی وقار قارئین غور کرنے کا مقام ہے کہ ایک طرف تو یہ لکھا جاتا ہے کہ سیدہ عائشہ کا علم تمام صحابہ کرام (خواہ مرد ہوں یا عورتیں) سے زیادہ ہے جس کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ اگر کسی شرعی مسئلہ میں ایک طرف تمام صحابہ کرام مرد اور عورتیں ہوں اور دوسری طرف صرف اور صرف ایک عائشہ ہو تو ترجیح حضرت عائشہ والی طرف ہوگی۔ (نغمہ توحید ص ۳۶۔ اکتوبر، نومبر ۲۰۰۳ء)
مولانا نظامی کی مذکورہ تحریر کے جواب میں تین باتیں ہیں

(۱) سید عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقام کہ اگر تمام صحابہ مرد و زن مع امہات المؤمنین حضرت عائشہ کا علم ان کے مجموعی علم سے زیادہ ہے نہ اس میں کوئی شک نہ ہی تردّد۔

(۲) ''اگر شرعی مسئلہ میں ایک طرف تمام صحابہ کرام مرد و زن ہوں اور دوسری طرف صرف ایک حضرت عائشہ صدیقہ ہوں تو ترجیح حضرت عائشہؓ کے فرمان کو ہوگی'' اس پر کلام کرنے کی پوزیشن میں ہم نہیں البتہ علامہ ابن حجر مرحوم سے فتح الباری کے حوالہ سے تفصیل گزر چکی ہے جس میں انہوں نے یہ لفظ کہے کہ **خالفها الجمهور** . کہ اس مسئلہ میں جمہور نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اختلاف کیا ہے۔

(۳) یہ بات کہ ایک طرف صحابہ کرام مرد و زن ہوں اور دوسری طرف صرف عائشہ ہوں تو ترجیح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فرمان کو ہوگی یہ کلیہ مولانا نظامی صاحب کا خود تراشیدہ اور خانہ ساز ہے۔ مولانا نظامی ذرہ اسی بات کا حوالہ عنایت فرمائیں چودہ صدیوں میں یہ کلیہ کس مجتہد، فقیہ اور محدث کا ہے۔ یہ ان کی اختراعی بات ہے جو کم از کم مولانا نظامی کے شایان شان نہیں تھا کہ ایک ذاتی حیثیت سے بات بنا کر اس کو کلیہ کے طور پر پیش کر رہے ہیں۔ اس کے بعد مولانا نظامی نے ایک اور سرخی لگائی ہے۔ ''جناب مولانا محمد مغیرہ صاحب سے ایک مطالبہ'' اس کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں:

> ''آپ فرماتے ہیں کہ امت کا ایک مضبوط طبقہ سماع موتی کا قائل ہے تو آپ سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ آپ ان حضرات کے موقف و مسلک کی تائید میں قرآن مجید کی کوئی آیت پیش کریں اور اس کی تفسیر و تشریح باسند صحیح کسی صحابی رسول یا کسی تابعی یا ائمہ احناف مجتہدین میں سے پیش کریں، جس میں پوری صراحت کے ساتھ موجود ہو کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ مردے زندوں کی ہر بات کو بطور عادت اور ضابطہ سنتے ہیں۔''
>
> (نغمہ توحید۔ اکتوبر، نومبر ۲۰۰۳ء۔ ص ۳۶)

اس کے جواب میں دو باتیں پیش خدمت ہیں: میں نے کہا کہ امت کا ایک مضبوط طبقہ سماع موتی کا قائل ہے۔ اگر مولانا نظامی کو اس بارے تردد ہو اور ہماری اس بات پر اعتماد و یقین نہ آ رہا ہو تو ملاحظہ فرمائیں تفسیر جواہر القرآن جلد ۲ ص ۹۰۲ پر یہ تحریر مل جائے گی:

''سماع موتی کا مسئلہ زمان صحابہ ﷺ سے مختلف فیہ چلا آ رہا ہے یہ اعتقادات ضروریہ میں سے نہیں جن کی

نفی یا اثبات پر کفر واسلام کا دار و مدار ہو بلکہ یہ علمی اور تحقیقی بحث ہے جس میں بحث و تمحیص اور نظر و تحقیق کی گنجائش ہے امت محمد یہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام علماء کے درمیان اس مسئلہ میں دو رائیں رہی ہیں کچھ علماء کرام کی یہ رائے رہی ہے کہ مردے سنتے ہیں جبکہ دوسرے علماء نے اپنی تحقیق کی بناء پر سماع موتی کی نفی کی ہے علماء کرام کی ان دونوں جماعتوں کے پاس دلائل ہیں۔‘‘

(تفسیر جواہر القرآن از مولانا غلام اللہ خان مرحوم)

قارئین! گو کہ حوالہ مذکورہ چودھویں صدی ہی کی تفسیر ہے مگر مولانا نظامی اس حوالہ کو رد کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔تفسیر جواہر القرآن کے اس حوالہ سے واضح ہوا کہ امت محمدیہ کا ایک طبقہ سماع موتی قائل ہے اور اس کے پاس بھی دلائل ہیں تفسیر جواہر القرآن کی زبانی میری دونوں باتیں واضح ہوگئیں۔ایک یہ کہ امت کا ایک طبقہ جو سماع موتی کا قائل ہے اور دوسری یہ کہ ان کے پاس دلائل بھی ہیں۔نیز یہ بھی واضح ہوا کہ وہ امت کا طبقہ جو سماع موتی کا قائل ہے اس کو کسی صورت نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔نیز ان کے پاس بھی دلائل ہیں۔وہ دلائل کیا ہیں کہ مولانا نظامی دوسرے فریق کے دلائل کا مطالبہ کر رہے ہیں ہمارے خیال میں وہ تجاہل عارفانہ سے کام لے رہے ہیں۔اور اگر واقعی ان کو سماع موتی کے دلائل سے بے خبری ہے تو پھر علامہ سیوطیؒ، امام ابن کثیر جیسے حضرات کو پڑھ لیں طبیعت میں ٹھہراؤ آجائے گا۔اگر دلائل کے مطالبہ سے مولانا کا مقصود اس عنوان پر پنجہ آزمائی ہے تو بھی ان مذکورہ اکابر سے رابطہ کی کوشش فرمائیں ان کا شوق پورا ہو جائے گا۔

قارئین محترم! ذرا توجہ اس طرف بھی کہ مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ آپ ان حضرات کے مؤقف و مسلک کی تائید میں قرآن مجید کی کوئی آیت پیش کریں اور اس کی تفسیر و تشریح باسند صحیح کسی صحابی رسول یا کسی تابعی یا ائمہ احناف مجتہدین میں سے پیش کریں۔مگر وہ اس بات کو بھول گئے ہیں کہ وہ خود یہ تحریر بھی پہلے لکھ آئے ہیں کہ اہل سنت والجماعت احناف اشاعت التوحید والسنہ سے تعلق رکھنے والے محققین علماء کرام کی تحقیق کے مطابق آیت **انک لا تسمع الموتیٰ** اور آیت **وما انت بمسمع من فی القبور** مسئلہ عدم سماع موتی سے متعلق ہی ہیں یعنی ان آیات میں یہ بات بطور ضابطہ بیان کی گئی ہے کہ مردے زندوں کا کلام وغیرہ نہیں سنتے۔

میں سائل کی حیثیت سے سوال کر سکتا ہوں کہ مولانا نظامی صاحب یہ تو بتائیں کہ اشاعت التوحید کا وجود کب دنیا میں ظاہر ہوا؟ آپ تمام علماء اشاعت التوحید میں سے کون صحابی ہے کون تابعی ہے؟ کیا آپ کو ائمہ احناف مجتہدین بھول گئے کہ ان کا حوالہ دیا جاتا کہ یہ آیات بطور ضابطہ کے ہیں کہ مردے زندوں کا کلام وغیرہ نہیں سنتے۔

قارئین! یہ چند سطور صرف مولانا نظامی مدظلہ کی خدمت میں پیش کرنے کے لیے لکھیں ہیں جس کو آپ پڑھ چکے ہیں۔جبکہ اس مسئلہ سماع موتی میں مجلس احرار اسلام کے اکابر و اصاغر احناف کے مذہب پر ہیں اور علماء دیوبند کی تحقیقات کو اپنے لیے مشعل راہ بنائے ہوئے ہیں جو ان کا مؤقف وہی ہمارا مؤقف (الحمدللہ۔فقط واللہ اعلم)